قرآن و حدیث کی روشنی میں

فضائلِ حج

پیر سید خضر حسین چشتی

ناشر

مکتبہ چشتیہ دھوبی گھاٹ برلب نہر رحیم یار خان

زیرِ سرپرستی

شاہ چراغ اکیڈمی

کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــ فضائل حج

مصنف ـــــــ پیر سید خضر حسین خضر چشتی

ایڈیشن ـــــــ بار اوّل

تعداد ـــــــ ۵۰۰ پانچ سو

سن طباعت ـــــــ نومبر ۲۰۰۳ء

زیر نگرانی ـــــــ صاحبزادہ سید قنبر حسین عرتضی

زیر اہتمام ـــــــ صاحبزادہ کاشف حسین چشتی

کتابت ـــــــ محمد حفیظ منڈی بہاؤالدین

ملنے کے پتے

مکتبہ چشتیہ برلب نہر دھوبی گھاٹ رحیم یار خان

شاہ چراغ اکیڈمی
کچہری روڈ ـــــــ منڈی بہاؤالدین

ابتدائیہ

اک نئی دنیا، نیا رنگ جہاں پیدا کریں
اس دلِ کمزور میں عزمِ جواں پیدا کریں

قارئین کرام!

اس دنیائے بے ثبات میں جو بھی انسان آیا اُس کا طرزِ زندگی ہمیشہ دوسروں سے جُدا رہا۔ اِسی دنیا میں تاریخ کی آنکھوں کے سامنے بعض لوگ انسانیت کا سُہاگ لوٹتے رہے۔ گلشنِ ہستی کو ویرانیوں اور بربادیوں کے شعلوں سے بھسم کرتے رہے۔ اپنی سفاکیوں اور خون آشامیوں سے بے گناہوں کے معصوم خون سے ہولی کھیلتے رہے۔ نہ انہوں نے اپنے خالق کو پہچانا اور نہ ہی اپنے معبود کی بندگی کی نیکی کے جتنے چراغ اُن کی زد میں آئے انہیں گل کرتے رہے۔

لیکن دوسری طرف وُہ احباب ذی قدر بھی جلوہ فرما ہیں۔ جو اپنی قوتوں کو عروسِ گیتی کی نوک و پلک سنوارنے کے لیے صَرف کرتے ہیں۔ علم و حکمت کے کاروانِ عمل کی قیادت اُن کا طُرۂ امتیاز ہوتا ہے۔ زندگی کے سنسان صحراؤں میں نیکیوں کے خیابان آباد کرنا اُن کا شوق ہوتا ہے شاہراہِ حیات پر ہر قدم بڑی ذمہ داری سے رکھنا اُن کا افتخار ہوتا ہے۔

اُنہی محدود چند لوگوں نے مل کر ملک و قوم سے فتنہ و فساد کی بیخ کنی کے لیے ایک ایسے ادارے اور تنظیم کو عملی شکل دی جس کا کام ایک طرف نوجوان

نسل کی اصلاح تدریس و تقریر سے ہے تو دوسری طرف تحریر و تنویر سے تبلیغی مشن کیلئے ''شاہ چراغ اکیڈمی'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ''شاہ چراغ اکیڈمی'' کے باعزم اور باہمت نوجوانوں نے جہاں بڑی بڑی اور ضخیم کتابوں کو شائع کیا وہاں تبلیغی مشن کے لیے ہر خاص و عام تک پہنچانے کے لیے چھوٹے چھوٹے رسائل کی اشاعت کا بھی ذمہ لیا۔ تاکہ بہت زیادہ ضروری اور بنیادی مسائل آسان ترین الفاظ اور طریقہ سے مسلمانوں تک پہنچائے جائیں۔ جن سے ان کے ذہنوں میں نظریاتی پاکیزگی اور دین سے وابستگی کا جذبہ پیدا ہو۔

اس قافلۂ عشق و مستی کے سرخیل، مجاہدِ ملت، بطلِ حریت، جبلِ استقامت، خضرِ ملت جناب پیر سید خضر حسین چشتی صاحب نے اپنی شبانہ روز مصروفیات کے باوجود اپنے اس مشن سے وفا کا حق ادا کیا اور تسلسل سے تحریر کا سلسلہ جاری رکھا اور ابھی بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوش اور مسلسل جدوجہد کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ''شاہ چراغ اکیڈمی'' کے بلند ہمت نوجوانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اسی طرح ملک و قوم کی خدمت میں مصروف رہیں۔

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین

دُعا جو: ڈاکٹر محمد اعظم شاھد

صدر: ''شاہ چراغ اکیڈمی''

منڈی بہاؤالدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج کے بارے میں قرآنی حکم

حج ہے مولا کے درِ پُر نور جانے کا نام
پاک لوگوں کی اداؤں کو ہے دُہرانے کا نام
سب گناہوں کو مٹا کر پاک کر دے یہ سفر پا جو حیات جاوداں ایسے پیمانے کا نام
حاضری محبوب کے در کی ہے یا بجز ـــــ لازمی
حج کی اصلی روح طیبہ کی فضا پانے کا نام

سلہ

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔[1] بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔

رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر چیز کو واضح کر دیا جائے ـــ تاکہ حصول رحمت میں آسانی پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کمال شفقت و رحمت فرماتے ہوئے ہر چیز واضح کر دی۔ تاکہ مصطفےٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتیوں کو کسی مسئلہ میں پریشانی و وقت کا سامنا نہ کرنا پڑے ـــ اسی لیے حج کے احکامات بھی واضح کر دیئے۔

---

[1] پارہ ۸ رکوع ۱۴ ، آیت نمبر ۵۶ سورۃ اعراف۔

حضراتِ گرامی! ــــ قرآنِ مجید میں پروردگارِ عالم جلّ جلالہٗ نے حج کا ذکر فرمایا ہے ــــ فرضیتِ حج کے بارے ارشادِ خداوندی ہے۔

آیت نمبر ۱: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ [1]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کے لئے فرض ہے لوگوں پر حج اس گھر کا، جو طاقت رکھتا ہو وہاں تک پہنچنے کی، اور جو شخص (اسکے باوجود) انکار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے سارے جہان سے۔

برادرانِ اسلام! حج کا لغوی معنیٰ ہے قصد کرنا ــــ یہاں ایک مخصوص عبادت مراد ہے۔

اَلنَّاسُ: سے مراد وہ لوگ ہیں ــــ جو آزاد ہوں ــــ ہوشمند ہوں ــــ بالغ ہوں ــــ بچوں اور دیوانوں پر حج فرض نہیں ــــ اور نہ غلاموں پر فرض ہے ــــ

اگر کسی کافر نے ــــ یا ہوشیار بچے نے ــــ یا غلام نے حج کیا تو بالاجماع کافر پر مسلمان ہونے کے بعد ــــ اور بچے پر بالغ ہونے کے بعد ــــ اور غلام کے آزاد ہونے کے بعد حج دوبارہ واجب ہے ــــ

حِجُّ الْبَيْتِ: (کعبہ شریف کا حج)

خیال رہے کہ ــــ کہ ابوجعفر ــــ حمزہ ــــ کسائی ــــ اور حفص کی قرأت

[1]: پارہ ۴ سورہ آلِ عمران آیت ۹۷۔

میں حج حاء کی زیر کے ساتھ آیا ہے ــــ باقی قاریوں نے ــــ حَج حاء کو زبر کے ساتھ پڑھا ہے ــــ اہلِ نجد کے محاورہ میں حاء کے نیچے زیر ــــ اور اہلِ حجاز کے محاورہ میں زبر ہے ــــ معنٰی دونوں کا ایک ہی ہے ــــ صاحب مدارک نے لکھا ہے کہ ـ حاء زیر کے ساتھ اسم ہے ــــ اور زبر کیساتھ مصدر ہے۔

● اجماعِ امت ہے ـ کہ حج ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن ہے اور فرض عین ہے ــــ بخاری و مسلم کی حدیث ہے' جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے ــــ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ [1]

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے اقرار پر' اور نماز ٹھیک ادا کرنا۔ اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان شریف کے روزے رکھنا۔

ارشاد ہوتا ہے۔

مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط — "جو طاقت رکھتا ہو وہاں تک پہنچنے کی"۔

یعنی' حج ان لوگوں پر فرض ہے جو بیت اللہ شریف تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں ـ جو جملہ ـ اَلنَّاس ـ سے بدل ہے ـ اسلئے جو مُستطیع نہ ہو اُس پر حج فرض نہیں۔

---

[1] : بخاری و مسلم بحوالہ مظہری ج ۲ ص ۹۵ ۔

چونکہ حج کی فرضیت صرف اہلِ استطاعت پر ہے — اسلیئے علماء کا اتفاق ہے کہ حج کے واجب ہونے کے لئے راستہ کا پُر امن ہونا لازمی امر ہے — یعنی خطرۂ راہ کی صورت میں حج فرض نہیں۔

● امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جسمانی صحت بھی شرط ہے — زیادہ ضعیف اور پاؤں سے معذور شخص پر حج واجب نہیں — ارشادِ باری ہے۔

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ — اور جو شخص (فرضیت حج کا) انکار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے سارے جہانوں سے۔

"یعنی جس نے وجوب حج کا انکار کیا وہ کافر ہوا"

● حضرت ابن عباسؓ — امام حسن بصریؒ — اور عطا خراسانیؒ نے اس لفظ کی یہی تفسیر کی ہے۔

● عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں جناب نفیع کی روایت نقل کی ہے — کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو — قبیلۂ ھذیل کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ!

فَمَنْ تَرَكَهٗ فَقَدْ كَفَرَ — جس نے حج ترک کیا کر دیا وہ کافر ہو گیا

حضور رحمتِ عالم نے فرمایا۔

مَنْ تَرَكَهٗ لَا يَخَافُ عُقُوْبَتَهٗ — جس نے (اس طرح) حج کو ترک کر دیا کہ

لہ : التفسیر المظہری ج ۲ ص ۱۰۰

وَلَا يَرْجُوْ ثَوَابَهٗ — اس کو نہ ترکِ حج کے عذاب کا خوف رہا اور نہ ادائے حج کے ثواب کی امید (تو وہ کافر ہو گیا)

● جناب سعید بن مسیب نے فرمایا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ مکہ کا حج واجب نہیں۔

● حضرت مولا علی علیہ السلام کی حدیث ہے۔

مَنْ مَلِكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ إِلَى الْبَيْتِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوْتَ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا

جو شخص زادِ راہ اور ایسی سواری رکھتا ہو جو بیت اللہ شریف تک پہنچ سکے اور (وہ اس کے باوجود) حج نہ کرے تو کچھ بعید نہیں کہ وہ یہودی اور عیسائی ہونے کی حالت میں مرے۔

مسلمانو! — اگر حج کی طاقت رکھتے ہو تو حج ضرور کرو — اور اپنی مالی وُسعت — اور جسمانی صحت جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہے — اس کا عملی طور پر شکریہ ادا کرو —

اس عالم ناپائیدار میں بسنے والے — بعض ایسے لوگ بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو مسلمانوں کے گروہ میں خود کو شامل کرتے ہیں اور حج کے بارے نہایت مذموم عقائد و نظریات کے حامل ہیں — اور بعض نام نہاد صوفی جن کو تصوف کی ہوا تک نہیں لگی وہ بھی اپنی کھلی ہوئی جہالت کی بناء پر بھنگ کے نشہ میں چور شریعتِ مطہرہ کے خلاف کچھ کچھ بکواس

لہ : ایضاً

بک جاتے ہیں ایسے لوگ قابلِ مذمت ہیں۔

آیت نمبر ۲ : ارشادِ خداوندی ہے :

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

(پارہ ۲ سورہ بقرہ آیت ۱۹۷)

ترجمہ : حج کے چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں، پس جو نیت کرے ان میں حج کی تو اُسے جائز نہیں بے حیائی کی بات اور نہ نافرمانی اور نہ جھگڑا حج کے دنوں میں، اور جو تم نیک کام کرو اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے اور زادِ راہ لے لیا کرو، اور سب سے بہتر توشہ تو پرہیزگاری ہے، اور ڈرتے رہو مجھ سے اے عقلمندو۔

اس آیت مبارکہ میں حج کے مہینے بتائے ــــ یعنی شوال ــــ ذیقعد اور دس دن ذی الحجہ کے ــــ ان مہینوں سے پہلے احرام باندھا جائے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک حج کی ادائیگی مکروہ ہوگی۔

رَفَثَ : کا معنیٰ ہے ــــ جماع یا اس کے متعلق باتیں کرنا ــــ یعنی جب تم احرام کی حالت میں ہو تو ان تمام باتوں سے پرہیز لازمی ہے۔

فُسُوْق : کے معنیٰ تمام قسم کے چھوٹے بڑے ــــ ظاہر اور پوشیدہ گناہ ہیں۔

جِدَال ، کا معنی جھگڑا ـــ ان تمام چیزوں سے روک دیا گیا ہے تاکہ حج کا حقیقی مقصد ـــ یعنی ـــ تربیتِ نفس ضائع نہ ہو جائے ۔

- اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جو تم نیکی کے کام کرتے ہو جسے کوئی اور نہیں دیکھتا ـــ اللہ تعالیٰ وہ تمہارے ہر کام کو دیکھ رہا ہے ـــ وُہ تمہیں اِس کا اجر ضرور دے گا۔

- اور اس آیت میں ایک اور اَمر کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ سفرِ حج میں زادِ راہ ساتھ لے کر چلا کرو وُہ اسلئے فرمایا کہ ـــ عرب کے اکثر لوگ خصوصًا اہلِ یمن کا دستُور تھا کہ جب حج کی نیت سے اپنے گھروں سے نکلتے تو سفر کا خرچ ساتھ نہ لاتے اور اس کو توکل کے خلاف سمجھتے اور رستے میں لوگوں سے بھیک مانگتے تھے۔

مسلمانوں کو اس غیر انسانی طریقۂ کار سے روک دیا گیا اور حکم دیا کہ زادِ راہ لے کر چلا کرو ـــ اور ساتھ ہی فرمایا کہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے جو آخرت کے سفر میں کام آتا ہے۔

- اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ لڑائی جھگڑا نہ کرو ـــ اور یہ جاہلیت کے زمانے کے لوگوں کے اختلاف کیطرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو لوگ مقامِ وقوف میں اختلاف رکھتے تھے۔

کچھ لوگ عرفات میں وقوف کرنا ضروری سمجھتے تھے اور حقیقت بھی یہی ہے ـــ مگر کچھ لوگ مزدلفہ میں وقوف کو لازمی کہتے تھے ـــ اور عرفات میں جانے کو ضروری نہیں سمجھتے تھے ـــ اور اسی طرح اوقاتِ حج میں بھی اختلاف تھا ـــ کچھ لوگ ذی الحجہ میں حج کرتے تھے ـــ اور کچھ ذیقعد

ہی میں حج کر لیتے تھے۔

اور پھر ان معاملات میں آپس میں لڑائیاں اور جھگڑے ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے — لَاجِدَالَ فِي الْحَجِّ — فرما کر ان تمام جھگڑوں کا خاتمہ فرما دیا۔

آیت نمبر ۳ :

ارشادِ حق تعالیٰ ہے :

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ○ (ایضاً آیت ۱۹۸)

ترجمہ : نہیں ہے تم پر کوئی حرج (اگر حج کے ساتھ ساتھ) تم تلاش کرو اپنے رب کا فضل (یعنی رزق) پھر جب واپس آؤ عرفات میں تو ذکر کرو اللہ کا مشعرِ حرام (مزدلفہ) کے پاس، اور ذکر کرو اس کا جس طرح اس نے تمہیں سکھایا اور اگرچہ تم اس سے پہلے گمراہوں میں سے تھے۔

مفسرین کے نزدیک یہ آیت ان لوگوں کے رد میں نازل ہوئی جو یہ کہتے تھے کہ تاجروں — مزدوروں — اور ساربانوں کا کوئی حج نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ تم بے شک نفع کماؤ لیکن ایسا نہ ہو کہ تم نفع کمانے میں ہی لگے رہو — اور تمہارا اوّلین مقصد اور حقیقی مدعا یعنی ذکرِ خداوندی تم کو بھول جائے۔

- ذکرِ خداوندی کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا — کہ اللہ تعالیٰ کی یاد

اس طرح کرو جس طرح تمہیں بتایا گیا ہے — اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت کے بتلانے سے پہلے تم ناواقف تھے ۔

عرفات :

عرفات کو عرفات کہنے کی بہت سی وجوہ ہیں جو مفسرین نے بیان فرمائیں ۔

● عرفات ایک خاص میدان کا نام ہے جہاں حاجیوں کے لئے وقوف فرض ہے — چونکہ اس میدان میں مسلمان اپنے رب کی معرفت اور عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے — اور مختلف ممالک کے مسلمانوں کو آپس میں تعارف کا موقع ملتا ہے — اسلیئے اس میدان کو میدانِ عرفات کہتے ہیں ۔

● مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے اس میدان کی تعریف بیان کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا ۔

فَلَمَّا اَبْصَرَهٗ عَرَفَهٗ فَسُمِّیَ ذَالِكَ الْمَوْضِعُ عَرَفَاتٍ [۱]

جب ابراہیم علیہ السلام اس مقام کو جانا پہچانا تو اس جگہ کا نام عرفات پڑ گیا ۔

● مناسکِ حج میں حضرت جبریل علیہ السلام اس کا بار بار ذکر کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہتے — عَرَفْتَ — حضرت ابراہیم علیہ السلام کہتے — عَرَفْتُ — اس بار بار کے تکرار سے اس میدان کا نام عرفات پڑ گیا ۔

---

[۱] : روح البیان ج اول ص ۳۱۶/۳۱۷ ۔

● جب سیدنا آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکالا گیا تو آپ کو — ہند — میں اور بی بی حوا علیہا السلام کو — جدہ میں رکھا گیا — پھر دونوں ایک دوسرے کو تلاش کرتے رہے — آخر کار۔

فَاجْتَمَعَا بِعَرَفَاتٍ یَوْمَ عَرَفَۃَ وَتَعَارَفَا [۱]

اسی مقام عرفات میں ان دونوں کی ملاقات ہو گئی اور وہ دن عرفہ کا تھا اور ایک دوسرے کو پہچاننے کی بنا پر اس کا نام عرفات رکھا گیا۔

بات چل رہی تھی عرفات کے میدان میں وقوف کے بعد مزدلفہ میں قیام کی۔

آیت نمبر ۴ : ارشاد رب ذوالجلال ہے۔

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(ایضاً آیت نمبر ۱۹۹)

ترجمہ : " پھر تم بھی (اے مغروران قریش) وہاں تک (جاکر) واپس آؤ جہاں جاکر دوسرے لوگ واپس آتے ہیں اور معافی مانگو اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے "۔

خیال رہے کہ قریش اپنے لئے یہ ہتک سمجھتے تھے کہ دوسرے لوگوں

---

[۱] : روح البیان ج اول ص ۳۱۶/۳۱۷

کی طرح وُہ بھی عرفات کے میدان میں وقوف کریں ـــ اسلئے وُہ مزدلفہ ہی میں ٹھہرتے ـــ اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے۔

نَحْنُ اَهْلُ اللّٰهِ وَسُكَّانُ حَرَمِهٖ فَلَا نَخْرُجُ مِنَ الْحَرَمِ [1]	ہم اللہ والے ہیں اور اس کے حرم کے مکین ہیں ہم حرم سے نہیں نکلیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ مغرورانہ ادا پسند نہ آئی ـــ اور انہیں حکم دیا کہ جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں ـــ وہاں سے ہی تم لوٹو! ـــ حج تو ہے ہی سب باطل امتیازات مٹانے کے لئے ـــ اگر آج بھی تم اپنی برتری کے نشہ میں مست رہو گے تو مساواتِ انسانی کا صحیح مظاہرہ کب ہوگا ـــ عرفات میں ٹھہرنے کا ثواب بے حد وحساب ہے۔

حدیث شریف :

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ـــ عرفات میں ٹھہرنے والوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے خوشی کا اظہار فرماتا ہے ـــ اور فرماتا ہے۔

اُنْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ جَاءُوْا مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ شُعْثًا غُبْرًا اُشْهِدُوْا اِنِّيْ غَفَرْتُ لَهُمْ [2]	اے فرشتو! میرے بندوں کو دیکھو! دور دراز سے میلے کچیلے کپڑے پہن کر آئے ہیں، تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا ہے

حدیث شریف :

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے بڑا گنہگار :

[1]: روح البیان ج اول ص ۳۱۷ [2]: تفسیر روح البیان ج اول ص ۳۱۸

کا ارشادِ پاک ہے۔

اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ فَظَنَّ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَغْفِرُ لَهٗ [۱]

سب سے بڑا گنہگار وہ ہے جو عرفات میں ٹھہرتے وقت گمان کرتا ہے (پتہ نہیں) اللہ تعالیٰ اسکے گناہ بخشتا ہے یا نہیں۔

یعنی بہت بڑا گنہگار ہے جو اس شک و گمان میں رہے پتہ نہیں میرے گناہ معاف ہوتے ہیں یا نہیں — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا مطلب یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم کے صدقے ہر قسم کے گناہ معاف فرما دیتا ہے

● یہ مسئلہ بھی ذہن میں رکھیں — جسے امام حقی نے بیان فرمایا ہے —

وَالْحَجَّةُ الْوَاحِدَةُ اَفْضَلُ مِنْ عِشْرِيْنَ غَزْوَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ [۲]

ایک حج بیس غزواتِ فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔

سواری کی شان :

جس اونٹ پر سوار ہو کر حج کے لئے جاتے ہیں۔

بُوْرِكَ فِيْ اَرْبَعِيْنَ مِنْ اُمَّهَاتِهٖ [۳]

اس اُونٹ کو چالیس پشتوں تک برکت دی جاتی ہے۔

اور جس پر سات بار حج کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے کرم و فضل پر یہ امر لازم ہے کہ وُہ اس اونٹ کو بہشت کے باغیچوں میں چراگاہ بنائے۔

آیت نمبر ۵ :

ارشادِ خدائے لایزال ہے :

---

[۱] : ایضاً [۲] : ایضاً [۳] ایضاً

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ (پارہ ۲ سورۂ بقرہ آیت ۲۰۰)

ترجمہ: پھر جب تم پورے کر چکو حج کے ارکان تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، جس طرح اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ ذکرِ الٰہی کرو!

شانِ نزول: اہلِ عرب کی عادت تھی کہ موسمِ حج میں جب حج کے مناسک سے ادا کرتے تو مسجد اور جبل کے درمیان منیٰ میں ٹھہر جاتے اور پھر اس مقام پر اپنے آباؤ اجداد کی تعریفوں کے طوفان باندھ دیتے — اُن کی کارگزاریاں بڑھا چڑھا کر بیان کرتے — وہ سمجھتے کہ ان باتوں کی بدولت ہمارا نام ونشان بلند ہوگا۔

حکمِ خداوندی ہوتا ہے کہ اپنے کریم رب کو یاد کرو — جیسے تم اپنے باپ دادا کو لگن سے یاد کرتے ہو — بلکہ اس سے بھی زیادہ ذوق وشوق کے ساتھ محبت بھرے انداز میں عجز ونیاز کے پیکر بن کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو! کیونکہ تمام بھلائیاں اس کے ذکرِ خیر میں ہیں — اور تمام خیر اُسی کی درگاہ سے ملتی ہے بقولِ سعدیؒ ؎

گر از حق نہ توفیقِ خیرے رسد
کَے از بندہ خیرے بغیرے رسد

یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی نہ ہو تو کون کسی کو خیر و بھلائی پہنچا سکتا ہے۔

● مقاصدِ حج میں سے ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قائم کرنا تھا اسی لئے تمام دنیا کو اس کی دعوت دی گئی — اور سب کو ایک لباس کی

صورت میں متحد کر دیا گیا — لیکن قریش کے غرور نے اپنے لئے بعض خاص امتیازات قائم کر لئے تھے۔

مثلاً تمام لوگ عرفات کے میدان میں قیام کرتے تھے — لیکن قریش مزدلفہ سے باہر نہیں نکلتے تھے — اور کہتے تھے کہ ہم حرم کے متولی ہیں حرم سے باہر نہیں جا سکتے۔

قریش کے سوا — تمام مرد اور عورتیں برہنہ جسم طواف کرتے تھے پردہ کے ساتھ وہی لوگ طواف کر سکتے تھے جن کو قریش کی طرف سے کپڑا ملتا تھا — قریش اس کو اپنی سرداری کا طرۂ امتیاز سمجھتے تھے۔

سرکارِ دو عالمؐ نے آکر ان تمام قباحتوں کا قلع قمع کر دیا — آج لوگ سرورِ عالم کے بتائے ہوئے طریقہ پر بیت اللہ شریف کا حج کرتے ہیں اور سُرور و کیف کی دنیا کو دل میں آباد کرتے ہیں — اور کیفیت کا عالم کچھ اس طرح ہوتا ہے ؎

جلوۂ کعبہ سے دل بے ہوش ہے
کس غضب کا آج کیف و جوش ہے
دیکھ کر انوارِ بیت اللہ کے
دل ہے سکتے میں زباں خاموش ہے
پردۂ کعبہ پہ قرباں ہر نظر
کیا وہ اس پردہ میں خود رُوپوش ہے

حج کے بارے میں

احادیث نبویہ

برادرانِ اسلام ——— اس سے قبل حج از روئے قرآنِ مجید بیان ہوا ——— آئندہ سطور میں ——— حج از روئے حدیث بیان ہوگا ——— آئیے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیاری زبان سے فضیلتِ حج سنتے ہیں۔

حدیث نمبرا: سیدنا رسولِ کریم کا ارشاد پاک ہے: **حجِ مبرور:**
جس کے راوی حضرت ابوہریرہ ہیں ——— فرماتے ہیں کہ رسولِ انام علیہ السلام سے پوچھا گیا ——— یارسول اللہ کون سا عمل افضل ہے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

اِیمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ——— اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول پر ایمان لانا

حضورؐ سے پھر دریافت کیا ——— کہ اسکے بعد؟ ——— فرمایا ———

جِھَادٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ——— اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

سائل نے پھر سوال کیا کہ اس کے بعد؟ ——— فرمایا ———

حَجٌّ مَبْرُوْرٌ ؁ مقبول حج۔

حدیث نمبر ۲ : تمام گناہ مٹ جائیں گے :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا۔

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ۔ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

(بخاری ج اول ص ۲۰۶ کتاب المناسک)

جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج کیا بے حیائی اور گناہ کا ارتکاب نہ کیا۔ وہ (اپنے گھر) اس طرح لوٹے گا جیسا کہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے (یعنی اسکے تمام گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔)

حدیث نمبر ۳ :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول دوجہاں نے فرمایا۔

جنت ملے گی :

اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ ؂

ایک عُمرہ سے دوسرے عُمرہ تک کا درمیانی عرصہ (گناہوں کا) کفارہ ہے اور مقبول حج کی جزا جنت ہے۔

حضرات گرامی! ــــ آپ ان تینوں احادیث پر غور فرمائیں جن میں حج کی فضیلت بیان کی گئی ــــ گناہوں کے مٹ جانے کی نوید ــــ اور جنت

؁ : بخاری شریف ج اول ص ۲۰۶ ؂ : مسلم شریف جلد اول ص ۴۳۶ باب فضل الحج والعمرۃ

کی خوشخبری سنائی گئی ــــ اور فرمایا گیا ــــ کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حج کرے اور فسق و فجور اور فواحش سے بچا رہا ــــ وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوا جس طرح ماں کے بطن سے ابھی ابھی پیدا ہوا ہے ــــ

مطلب یہ کہ اس کے ہر قسم کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۴ : تنگ دستی اور گناہوں کا دور ہونا :

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ حج و عمرہ یکے بعد دیگرے کرو (یعنی حج کے بعد عمرہ ــــ اور عمرہ کے بعد حج کرو)

فَاِنَّمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ۔	کیونکہ یہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی میں لوہے، سونے اور چاندی کا میل صاف ہو جاتا ہے۔
وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةَ ؎	اور حج مقبول کا ثواب جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

مسلمانو! ــــ اگر پاک پروردگار نے آپ لوگوں کو حج کی استطاعت عطا فرمائی ہے ــــ تو حج بیت اللہ کا فوراً قصد کرو ــــ زندگی کے سفر میں جو ناہمواریاں پیدا ہوئیں ــــ گناہوں کے راستوں پر چلتے چلتے جو تباہیاں

؎ : ترمذی شریف ج اول ص ۱۶۷ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ثَوَابِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ؞

ہوئیں — خواہش کے گردو غبار سے تہ بہ تہ جو میل کچیل جم چکی ہے — اس کو صاف کرنے کے لئے اللہ کے گھر اور مصطفٰے کریم کے درِ دولت کیطرف رُخ کرو — تاکہ سانس ٹوٹنے سے پہلے بگڑی بن جائے۔

حدیث نمبر ۵ : اللہ کا مہمان :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے — فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا:

وَفْدُ اللّٰہِ ثَلَاثَۃٌ اَلْغَازِیْ	کہ اللہ تعالیٰ کے مہمان تین ہیں۔
وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ	مجاہد — حاجی اور عمرہ کرنے والا۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب المناسک فصل ۲)

کس قدر خوش نصیب ہے وہ انسان جو اللہ رب العزت کا مہمان بنے۔ سب سے زیادہ مہمان نواز تو صرف اللہ کریم کی ذات ہے — اور اُس کی رحمت کب یہ گوارا کرے گی کہ اُس کا مہمان — اس کے کرم وفضل سے محروم رہے —

حدیث نمبر ۶ : دُعا وسلام :

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ	جب تمہاری کسی حاجی سے ملاقات ہو تو
وَصَافِحْہُ وَمُرْہُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ	اس کو سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو
لَکَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَہٗ	اور اپنے لئے بخشش کی دُعا کیلئے کہو

فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ (رواہ احمد) اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے
(مشکوٰۃ شریف ایضاً) کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حاجی کی بخشش حضورؐ کے فرمان کے مطابق واضح ہے — اور بخشا ہوا انسان جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کرے تو قبول ہوتی ہے — اور اس کی دُعا نفع بخش ہے — اور جو لوگ اس کے برعکس عقیدہ رکھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

حدیث نمبر ۷ : بچے کا حج :

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رُوحاء بستی میں ایک قافلہ کے لوگوں سے ملاقات ہوئی تو آپ نے اُن سے فرمایا تم کون ہو؟ — اُنہوں نے عرض کیا ہم مسلمان ہیں — قافلہ والوں نے سرکار علیہ السلام سے معلوم کیا — آپ کا تعارف کیا ہے؟ — تو آپ نے فرمایا — میں اللہ کا رسُول ہوں — "یہ سُنکر" اسی وقت ایک عورت نے بچے کو اٹھا کر معلوم کیا کہ اس کے لئے حج ہے آپ نے فرمایا۔

نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ ——— ہاں! لیکن اس کا ثواب تمہیں ملے گا۔

پیچھے گزر چکا ہے — کہ اگر بچہ حج کرے تو بالغ ہونے کے بعد اس پر حج واجب ہو گا — اور اگر بچہ حج کرے تو اس حدیث کی رُو سے اس کا ثواب والدین کو ملتا ہے۔

لہ : سنن ابی داؤد ج اول ص ۲۵۰ باب فی الصبی یحج ۔

حدیث نمبر ۸ : اگر حاجی کو رستے میں موت آجائے :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔
جو شخص حج، عمرہ یا جہاد کے لئے گھر سے نکلا ۔۔۔ اور رستے میں اسکو موت آگئی۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرُ الْغَازِیْ وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ ؎۱
(رَوَاهُ الْبَیْهَقِیْ فِیْ شُعَبُ الْاِیْمَانِ)

تو اللہ تعالیٰ اسکو غازی، حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

حدیث نمبر ۹ : انتباہ :

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ۔۔۔ جس شخص نے بلا وجہ حج نہ کیا۔

فَلْيَمُتْ اِنْ شَآءَ يَهُوْدِيًّا وَاِنْ شَآءَ نَصْرَانِيًّا ؎۲
(رَوَاهُ الدَّارِمِیْ)

(اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں) خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔

مطلب یہ کہ استطاعت کے باوجود جو حج نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اس سے کہ وہ یہودی یا عیسائی ہو کر مرے ۔۔۔ مسلمانو! اس حدیث پر بار بار

؎۱ : مشکوٰۃ شریف کتاب المناسک فصل نمبر ۳ ؎۲ : مشکوٰۃ ایضاً فصل نمبر ۳

غور کرو !

حدیث نمبر ۱۰ : حج میں خرچ کرنا : علامہ صفوریؒ ۔ طبرانیؒ کے حوالے سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں ۔

اَلنَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ[۱] کہ حج میں خرچ کرنا ، اللہ کے راستے میں سات سو گنا خرچ کرنے کے مثل ہے جو لوگ حج کے لئے خرچ کرتے ہیں ـــ وہ کتنی قدر نفع میں ہیں کہ جتنا بھی خرچ کیا اسکا ثواب سات سو گنا پاتے ہیں ۔

حدیث نمبر ۱۱ : حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے ۔ کہ جب حاجی اپنے گھر سے نکلتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی پناہ میں رہتا ہے ـــ اگر ادائے حج سے قبل انتقال کر جاتا ہے تو پھر بھی اس کا اجر خدا پر ہے ـــ اور اگر باقی رہتا ہے یہاں تک کہ حج ادا کر لیتا ہے ۔

غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ[۲] تو اللہ تعالیٰ اسکے تمام اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے ۔

حدیث نمبر ۱۲ : حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ[۳] اے اللہ حاجیوں کو اور جس کیلئے حاجی مغفرت طلب کرے انکو بخش دے ۔

---

[۱] : نزہتہ المجالس ج اول ص ۱۸۸ [۲] : ایضاً [۳] : ایضاً ص ۱۸۹ ؎

حدیث نمبر ۱۳ :

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَاشِيًا حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَكَّةَ۔

جو مکہ مکرمہ سے پیدل حج کرنے جائے (یعنی مکہ سے منیٰ و عرفات اور پھر مزدلفہ) یہاں تک کہ پھر پیدل ہی مکہ لوٹ آئے

كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعَمِائَةِ حَسَنَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم کے بدلے میں حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھتا ہے۔

سرکار کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا گیا ـــ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ـــ حرم کی نیکی کیا ہے؟ ـــ حضور نے فرمایا۔

بِكُلِّ حَسَنَةٍ مِائَةُ اَلْفِ حَسَنَةٍ

ہر نیکی کے عوض میں ایک لاکھ نیکیاں ملتی ہیں۔

(یعنی حرم کی ایک نیکی لاکھ نیکیوں کا مرتبہ رکھتی ہے)

وَيُرْسِلُ اللّٰهُ اِلٰى مَكَّةَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةً وَعِشْرِيْنَ رَحْمَةً۔

اللہ تعالیٰ مکہ کیطرف روزانہ ایک سو بیس (۱۲۰) رحمتیں بھیجتا ہے۔

فَيُعْطِي لِلْمُصَلِّيْنَ اَرْبَعِيْنَ وَلِلنَّاظِرِيْنَ عِشْرِيْنَ وَلِلطَّائِفِيْنَ سِتِّيْنَ [له]

پھر (ان ایک سو بیس میں سے) چالیس نمازیوں کو عطا ہوتی ہیں۔ اور بیس (کعبہ کیطرف) دیکھنے والوں کو اور ساٹھ طواف کرنیوالوں کو عطا ہوتی ہیں

له : نزہۃ المجالس ج اول ص ۱۸۹ مطبوعہ مصر۔

حضراتِ گرامی! ___ آخر میں ایک ایسی حدیث پاک بیان کرنے لگا ہوں جو اللہ ربّ العزّت کے فضل و کرم ___ اور رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت و عطا کی پوری کائنات اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے ___ آئیے حدیث پاک سنیئے ___ اور اپنے ایمانوں کے چمنستان میں بادِ رحمت کے جھونکوں کی ٹھنڈک محسوس کیجئے!

حدیث نمبر ۱۴ : بخشش ہی بخشش :

حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ پاک ہے۔

مَنْ صَلّٰی تَحْتَ الْمِيْزَابِ رَكْعَتَيْنِ۔

جو شخص مزابِ "رحمت" کے نیچے دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ (یعنی کعبہ کے پرنالہ کے نیچے نماز پڑھتا ہے)

خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا ماں کے بطن سے آج پیدا ہوا ہے۔

وَمَنْ صَلّٰی مُقَابِلَ الْبَابِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فَكَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰهَ بِعِبَادَةِ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ

اور جو شخص دروازہ کے سامنے چار رکعت نماز پڑھتا ہے گویا اس نے اللہ کریم کی ساری مخلوق کے برابر عبادت کی ___ (یعنی جس نے کعبہ شریف کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھی) ___

وَمَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ

اور جس نے مقام (ابراہیم) کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی ___ اس کے سارے

مِنْ ذَنْبِہٖ	پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
وَاُعْطِیَ مِنَ الْحَسَنَاتِ	اور جتنے لوگ اسکے پیچھے نماز پڑھتے
بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی خَلْفَہٗ	ہیں ان سب کے برابر اُسے ثواب ملتا ہے
وَاٰمَنَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْفَزَعِ	اور خدا اسکو قیامت کے دن امن میں
الْاَکْبَرِ ؎	رکھتا ہے۔

برادرانِ اسلام ! حج از روئے حدیث کے عنوان کے تحت چودہ حدیثیں بیان کیں — بندہ اپنے ربِّ کریم کی رحمتوں کے خزانے لوٹنے کا ارادہ کرے تو قدم قدم اُسے نوازا جاتا ہے۔ حاجی کیلئے یہ امر ضروری ہے کہ اسکے دل میں اپنے پیارے رسولِ کریمؐ کی محبت اور عقیدت و احترام کے جذبوں کی فراوانی ہو — کمالاتِ نبوّت سے حسد کرنیوالے لوگوں کا نہ کوئی حج ہے اور نہ کوئی عبادت' —

تنقید و تنقیص کی وادیوں میں بھٹکنے والے ہمیشہ کے لئے رُوحانی قدروں سے محروم رہتے ہیں — کمالات انکے حصّہ میں آتے ہیں۔ جو عجز و نیاز کی دنیا کے لوگ ہیں عبادت عجز و انکساری کا دوسرا نام ہے۔

دورِ آلام و مصائب میں سنبھلنا سیکھو
موجِ طوفان کی مانند مچلنا سیکھو
دل کے ہر گوشہ میں انوارِ محبّت بھر کر
غم کے صحراؤں کے طوفاں سے نکلنا سیکھو
ظلمتِ شب کو خضر گر ہے مٹانا تم نے؛ شمع کی مثل جلو' اور پگھلنا سیکھو !
وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

؎ : نزہتہ المجالس ج اول ص ۱۸۹ ۔

بیت اللہ شریف
ازروئے
قرآن وحدیث

زمیں پر وُہ پہلا ہے گھر کبریا کا ⁂ وُہ گویا زمیں پر سماں ہے سماء کا
اُسے دیکھے مومن تو جنت میں جائے ⁂ یہ فرمان، اعلان ہے مصطفےٰ کا!

(خضر)

برادرانِ اسلام ــــــ گزشتہ اوراق میں حج بیت اللہ کے فضائل احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔ اب بیت اللہ شریف کی فضیلت وشان قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر کیئے جائیں گے، تاکہ بیت اللہ شریف کے فیوض وبرکات سے ہم بھی اپنا دامنِ نیاز بھر سکیں۔

پہلا گھر : ارشادِ خداوندی ہے : آیت نمبر (۱)

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ هُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران آیت ۹۶)

ترجمہ: یقیناً سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر ہوا، وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکتوں والا اور سارے جہاں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ،
اَلْبَیْتُ: اس مکان کو کہتے ہیں جہاں کوئی رات گزارے ۔۔۔ بعد میں ہر مکان پر لفظِ بیت کا استعمال ہونے لگا۔

شانِ نزول: جب حسبِ منشائے رسالت مآب "قبلہ" کعبہ شریف مقرر ہوا ۔۔۔ تو یہودیوں نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت میں طعنہ زنی کی ۔۔۔ کہ بیت المقدس کعبہ سے افضل ہے ۔۔۔ لہٰذا یہ اُسی کا حق بنتا ہے کہ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی جائے۔ اسلئے بھی کہ اُسے کعبہ سے پہلے مقرر کیا گیا ہے ۔۔۔

یہ انبیاء علیہم السلام کی ہجرت گاہ ہے ۔۔۔ یہ وہی ارضِ مقدس ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے عالمین کے لئے برکتیں جمع فرمائی ہیں ۔۔۔ اور اس میں وہ پہاڑ (کوہِ طور) ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا ۔۔۔ اور تمام امور کو بیان کرنے کے بعد یہودیوں نے کہا ۔۔۔ ان دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ کعبہ کو قبلہ بنانا ٹھیک نہیں ۔۔۔

یہودیوں کے ان دلائل کے رد میں ۔۔۔ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ۔۔۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ بے شک یہی وہ پہلا گھر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے عبادت کے واسطے مقرر فرمایا۔
بَکَّۃ ۔۔۔ اور ۔۔۔ مَکَّۃ: یہاں لفظِ بکہ استعمال ہوا ہے ۔۔۔ خیال رہے کہ

بکہ اور مکہ دونوں لفظ ہم معنٰی ہیں ۔۔ کہ اہل عرب میم کو ۔ باء ۔ سے بدل لیتے ہیں ۔۔۔ اس کی کافی مثالیں موجود ہیں ۔۔

لیکن بعض علماء نے کہا ہے کہ مکہ شہر کا نام ہے ۔۔۔ اور بکہ صرف اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کعبہ شریف یا مقام طواف ہے ۔

بَکَّۃٌ : کا معنیٰ ہے ۔۔ ہجوم ۔۔ چونکہ مکہ میں حج کے دنوں میں لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے ۔۔۔ اس لئے اس کو بکہ کہتے ہیں ۔

مکۃ : مَکٌّ ۔۔ کا معنیٰ ہے پانی کی قلت ۔۔ چونکہ مکہ میں پانی کم ہے ۔۔ اسلئے اسے مکہ کہتے ہیں ۔

پہلی تعمیر : حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ و علیٰ آبائہ السلام کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک مکان بنایا ۔۔ جس کا نام بَیْتُ الْمَعْمُور ہے ۔۔ اور "عالم بالا کے" فرشتوں کو اس کا طواف کرنے کا حکم فرمایا ۔

پھر زمین پر رہنے والے فرشتوں کو حکم فرمایا (کہ بیت المعمور کے بالمقابل) بیت المعمور کی طرح زمین پر ایک مکان بنائیں ۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کعبہ کی تعمیر کی ۔

وَسَمَّوْہُ الضُّرَاحَ [1] اور اس کا نام ضراح رکھا ۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو حکم دیا کہ تم اس کا طواف کرو !

---

[1] : التفسیر المظہری ج ۲ ص ۹۲ ✧

جس طرح آسمان والے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔

بعض روایات میں آیا ہے۔

اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ بَنَوْہُ قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ بِاَلْفَیْ عَامٍ فَکَانُوْا یَحُجُّوْنَہٗ [1]	کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے فرشتوں نے کعبہ شریف کی عمارت بنائی تھی اور اسکا حج کیا کرتے تھے

جب آدم علیہ السلام نے حج کیا تو فرشتوں نے کہا۔

بُرَّ حَجُّکَ حَجَجْنَا ھٰذَا الْبَیْتَ قَبْلَکَ بِاَلْفَیْ عَامٍ [2]	آپ کا حج مبرور مقبول ہے ہم نے آپ سے دو ہزار سال پہلے اسکا حج کیا تھا۔

دُوسری مرتبہ: فرشتوں کی تعمیر کے بعد آدم علیہ السلام نے کعبہ کو تعمیر کیا اور طوفانِ نوح علیہ السلام سے عمارت منہدم ہو کر مٹ گئی۔

تیسری بار: کعبہ شریف کی تیسری بار تعمیر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی۔

- امام ابن جریرؒ — ابن ابی حاتمؒ — اور امام بیہقیؒ کا بیان ہے کہ طوفانِ نوحؑ کے زمانہ میں کعبہ کی عمارت اٹھالی گئی تھی۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے بنانے کا ارادہ فرمایا — تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی جگہ بتادی — اس کا سبب یہ بنا — کہ

---

[1] [2]: التفسیر المظہری ج ۲ ص ۹۲ ⁘

اللہ پاک نے خجوج[عہ] کی ہوا بھیجی — ہوا نے کعبہ شریف کے اردگرد کی مٹی اڑا کر بنیاد نمودار کر دی۔

فَبَنَاهُ عَلَى الْاِسَاسِ الْقَدِيْمِ [1] — تو آپ نے قدیم بنیاد پر تعمیر کی۔

چوتھی بار: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو تعمیر کی وہ بھی ایک مدت کے بعد منہدم ہو گئی۔

فَبَنَاهُ قَوْمٌ مِنْ جُرْهُمَ — پھر اسکی تعمیر بنو جُرہم نے کی۔

پانچویں بار: بنو جرہم کی تعمیر بھی ایک زمانہ گزر جانے کے بعد منہدم ہو گئی۔

ثُمَّ الْعَمَالِقَةُ [2] — پھر قوم عمالقہ نے اس کی تعمیر کی۔

چھٹی بار: عمالقہ کی تعمیر بھی وقت کیساتھ ساتھ منہدم ہو گئی۔

ثُمَّ الْقُرَيْشُ [3] — پھر قریش مکہ نے اُسے تعمیر کیا۔

- بعض روایات میں ہے کہ ساتویں بار حجاج ابن یوسف نے تعمیر کیا۔

مُبٰرَكًا: ———— بہت بڑی برکت والا ہے

مُبارکًا — آیت کا حصہ جس سے معلوم ہوا کہ بیت اللہ شریف بہت

عہ ، خجوج ایک ایسا جانور ہوتا ہے جس کے بازو پرندوں کیطرح اور صورت سانپ کیطرح ہوتی ہے،

[1]: مظہری ج ۲ ص ۹۲ [2]: مظہری ایضاً [3]: ایضاً

بڑی برکت اور منافع والا گھر ہے ـــــ اور بعض عبادات تو فقط کعبہ کے ساتھ ہی خاص ہیں ـــــ اور وہ کسی دوسری جگہ نہیں ہو سکتیں ـــــ جیسے حج اور عمرہ۔

وَهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اور تمام جہانوں کیلئے باعثِ ہدایت ہے

کیونکہ کعبہ شریف سب کے لئے قبلہ ہے ـــــ اس میں ایسی ایسی عجیب نشانیاں موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے کی طرف رہنمائی کر رہی ہیں۔

آیت نمبر ۲ : صداقت کی نشانیاں:

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ (پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران آیت نمبر ۹۷)

ترجمہ : اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں داخل ہوا امان میں ہو گیا۔

یعنی اس میں صداقت و حقانیت کی بیشمار نشانیاں اور واضح علامات موجود ہیں۔

مثلاً پرندے کعبہ شریف کے اوپر سے اُڑ کر نہیں گزرتے ـــــ اور شکاری جانور حرم کے باہر تو اپنے شکار پر حملہ آور ہوتے ہیں ـــــ لیکن اگر شکار بھاگ کر حرم میں داخل ہو جائے تو درندے اندر نہیں آتے۔

مقام ابراہیمؑ : مقام ابراہیمؑ اس کی نشانیوں میں سے واضح ترین نشانی ہے ـــــ مقام ابراہیمؑ اس پتھر کا نام ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی دیواریں اُونچی کی تھیں۔

وَکَانَ فِیْهِ اَثَرُ قَدَمَیْهِ ۱؎ — اور اس میں آپ کے قدمین شریفین کے نشانات پڑگئے تھے۔

پھر حاجیوں کے ہاتھوں کی رگڑ سے رفتہ رفتہ مدھم ہوتے گئے —

قاضی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ — لکھتے ہیں کہ —

فَاَثَرُ الصَّخْرَةِ الصَّمَّاءِ وَغَوْصُهُمَا فِيْهَا اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۲؎ — پس سخت پتھر پر آپ کے پاؤں کے نشانات پڑ جانا اور چٹان کے اندر قدموں کا ٹخنوں تک دھنس جانا۔

اور سخت پتھر میں اتنا گہرا گڑھا پڑ جانا — اور نبیوں کے نشانیوں میں سے صرف اسی کا طویل ترین زمانے تک باقی رہنا — اور دشمنوں کی کثرت کے باوجود ہزاروں سال تک اسکا محفوظ رہنا — یہ تمام اُمور کعبہ کے قبلہ ہونے کی واضح ترین نشانی ہے۔

قرآن کا فرمان : مقامِ ابراہیمؑ کو سامنے رکھ کر نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے — ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ۳؎

ترجمہ : " بنالو! ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز "

مقامِ ابراہیمؑ! — جہاں کعبہ کی نشانیوں میں سے ایک واضح نشانی ہے

۱؎ ۲؎ : التفسیر المظہری ج ۲ ص ۹۳ ۳؎ : پ اوّل س بقرہ آیت ۱۲۵ ؛

کہ اللہ کریم نے اپنی آیات وعلامات میں سے قرار دیا ہے —
وہاں یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے — کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں کی ہر ادا — اور ان سے تعلق رکھنے والی ہر چیز بڑی پیاری ہوتی ہے — یہاں تک کہ وہ بے جان پتھر جسے حضرت خلیل علیہ السلام کے پاؤں سے چھو جانے کا شرف حاصل ہوا — وہ قدرت کی نگاہ میں اتنا عزیز اور ذیشان ہے کہ امتِ مصطفویؐ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اُسے اپنی جائے نماز بنائے —

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًاؕ "اور جو اس میں داخل ہوا امان میں ہو گیا"
یعنی آیاتِ بیّنات میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ حرم میں داخل ہونے والا مامون ہو جاتا ہے۔
اسلام سے پہلے عرب لوگ آپس میں قتل وغارت گری میں مشغول رہتے تھے — لیکن جو شخص حرم میں داخل ہو جاتا تھا اُسے کچھ نہ کہتے تھے۔

ارشادِ ربّانی : اسی سلسلے کی ایک اور آیت ہے — ارشادِ ربّانی ہے
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ[1]
ترجمہ : " اور کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرمت والی زمین کو امن کی جگہ بنا دیا۔ اور ان کے آس پاس والے لوگ اُچک لئے جاتے ہیں"۔
اس آیت میں مکہ والوں کو بطورِ تنبیہ فرمایا جا رہا ہے — کہ کیا وہ

---

[1] : پ ۲۱ س عنکبوت آیت نمبر ۶۷ ؛

نہیں دیکھتے کہ ہم نے مکّہ کو پُرامن حرم بنا دیا ہے ـــــ کہ مکہ والوں کو کوئی "کافر" مکّہ کے اندر نہیں لوٹتا ـــــ اور وہ ہر طرح کی غارت گری سے محفوظ ہیں حالانکہ اُن کے ارد گرد لوگ اُچکّوں کے ہاتھوں اُچک لئے جاتے ہیں اور زبردستی لوٹے اور مارے جاتے ہیں۔

شانِ حرم: قرآن مجید میں حرم کی عظمت بیان ہوئی کہ وہ امن کا شہر ہے ـــ جو اس میں داخل ہوا امن میں رہا ـــــ

اب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین سنیئے ـــــ

حدیث نمبر ۱: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اٰمِنًا[۱]

کہ جو شخص بھی مکہ اور مدینہ میں فوت ہوگا تو وہ قیامت کے دن امن والا ہوکر اُٹھے گا۔

حدیث نمبر ۲: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَجُوْنُ وَالْبَقِیْعُ یُؤْخَذُ بِاَطْرَافِھِمَا وَیُنْشَرَانِ فِی الْجَنَّۃِ[۲]

حجون اور بقیع کی دونوں طرفیں بہشت میں ہیں۔

خیال رہے کہ حجون مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت معلّٰی کا نام ہے اور بقیع

---

[۱] [۲]: تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۶۸ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ پاکستان ۔

مدینہ منورہ کے قبرستان کا نام ہے۔

حدیث نمبر ۳ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حجون کے کنارے پر کھڑے ہوئے تھے — جبکہ اس وقت حجون میں (یعنی جنتِ معلّٰی قبرستان میں) کوئی بھی قبر نہ تھی تو آپ نے فرمایا۔

يَبْعَثُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ هٰذِهِ الْبُقْعَةِ وَمِنْ هٰذَا الْحَرَمِ سَبْعِيْنَ اَلْفًا وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ يَشْفَعُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ [1]

کہ اللہ تعالیٰ اس خانقاہ اور حرم کی اس ممتاز زمین سے ستّر ہزار لوگوں کو اٹھائے گا، جن کے چہرے چودھویں کے چاند کیطرح "چمکتے" ہونگے۔ اور وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک ستّر ہزار لوگوں کی شفاعت کریگا جنکے چہرے چودہویں کے چاند کیطرح روشن ہوں گے۔

حجون کے وارث نے حجون کے کنارے کھڑے ہو کر جو ارشاد فرمایا اس پر ہر مسلمان غور فرمائے — کہ جنتِ معلّٰی! مکّہ کے اس بہترین قبرستان سے قیامت کے دن ایسے ستّر ہزار لوگ اٹھیں گے — کہ ان میں سے ہر ایک ستّر ستّر ہزار گناہگاروں کی شفاعت کرے گا — اور ان کے اپنے چہرے

---

[1] : تفسیر روح البیان ایضًا ؎

بھی چاند کی طرح روشن ہوں گے — اور وہ جن کی شفاعت کریں گے — ان کے چہرے بھی چودھویں کے چاند کی طرح تاباں ہوں گے۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لطف و کرم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے — جس کے غلاموں کا یہ مقام ہے — اُس آقا کی اپنی امّت پر کس قدر رحمت و شفقت ہو گی — قبل از وقت مستقبل کے حالات سے باخبر کرنے والے — اے شفیعِ مجرماں تیری اداۓ کریمی پر لاکھوں سلام! — آج کچھ لوگ تیرے الطافِ کریمانہ پر ایمان نہیں رکھتے اے دوجہاں کے سرور! ان بدنصیبوں کو بھی ہدایت کی روشنی پہنچے!

حدیث نمبر ۴: حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے۔

مَنْ صَبَرَ عَلٰی حَرِّ مَکَّۃَ سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ تَبَاعَدَتْ عَنْہُ جَھَنَّمُ مَسِیْرَۃَ مِائَتَیْ عَامٍ۔

جو شخص حرم شریف کی گرمی پر صرف ایک ساعت (اڑھائی گھڑی تقریباً گھنٹہ) بھی صبر کریگا، تو اللہ تعالیٰ دو سو سال کی مسافت پر اس سے جہنم کو دور فرمائیگا۔

برادرانِ اسلام! مکہ مکرمہ میں گرمی شدید ہوتی ہے — اسلئے سرکارؐ نے حاجیوں کو گرمی برداشت کرنے کا بھی ارشاد فرمادیا — اگر مکّہ کی سرزمین گرم ہے — تو ثواب اور انعام بھی اپنی مثال آپ ہے۔

حدیث نمبر ۵: حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔

لہ: روح البیان ج ۲ ص ۶۸

مَنْ نَظَرَ اِلَی الْکَعْبَۃِ اِیْمَانًا وَّتَصْدِیْقًا خَرَجَ مِنَ الْخَطَایَا کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ [1]

کہ جو شخص کعبہ کی طرف ایمان اور تصدیق سے نظر کرتا ہے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا کہ آج ہی ماں کے شکم سے پیدا ہُوا۔

برادرانِ اسلام! — یہ ہے کعبہ کی شان و عظمت کہ جو ایمان والا اس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتا ہے — اللہ کریم اسکے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے دیکھنا یہ ہے کہ کعبہ سے افضل بھی کوئی چیز ہے۔ جس کو دیکھنا عبادت ہو۔

اگر دوسری دُنیا کے کسی خطیب کی طبعِ نازک پر گراں نہ گزرے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور حدیث بیان کرنے کی جسارت کرتا ہوں امید ہے کہ حق کے رستہ کی تلاش میں آسانی ہو گی —

حدیث نمبر ۶ : سیدنا مصطفٰے کریم کا ارشاد ہے: کامل مومن کعبہ سے افضل:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کعبہ شریف کا طواف کرتے ہوئے دیکھا — اور یہ فرماتے ہوئے سُنا —

"مَا اَطْیَبَکَ وَاَطْیَبَ رِیْحُکَ مَا اَعْظَمَکَ وَاَعْظَمَ حُرْمَتَکَ

(اے کعبہ) تو کتنا عمدہ ہے، اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم ہے اور تیری شان و حرمت کس قدر عظیم ہے۔

---

[1] : نزہۃ المجالس ج اول ص ۱۸۹

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَحُرْمَۃُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ حُرْمَۃً مِّنْکِ [1]

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے مومن " ولی کامل " کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تجھ سے زیادہ ہے۔

برادرانِ اسلام! — ہر مسلمان کی نگاہ میں کعبہ شریف نہایت معظم و محترم ہے — ہر اہلِ ایمان کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے بیت اللہ کا دیدار کرے، اس کا طواف کرے — حجرِ اسود کا بوسہ لے۔ بیت اللہ شریف کی اس سے بڑھ کر عظمت و حرمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب اس پر پہلی نظر پڑتی ہے تو جو دعا بھی مانگی جائے رب تعالےٰ اسے شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے۔

ان تمام خوبیوں اور فضائل کے علاوہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کعبہ کے ساتھ محبت اس کی شان میں بے پناہ اضافہ کر دیتی ہے — یہی وہ گھر ہے جسے حضورؐ نے بطورِ قبلہ پسند فرمایا — اور خدا نے بھی آپ کی خواہش کے مطابق اُسے امتِ مصطفوی کا قبلہ بنا دیا۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ کعبہ شریف کی طرف ٹانگیں کرنا — اس کی طرف منہ کرکے یا پیٹھ کرکے پیشاب کرنا — اور اس کی طرف منہ کرکے تھوکنا بھی سخت گستاخی ہے — اور ان تمام باتوں سے فضیلتِ بیت اللہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔

---

[1] : سنن ابن ماجہ شریف ابواب الفتن باب حرمت دم مومن ص ۲۹۰ ٭

لیکن قربان جایئے اس شخصیت پر جو ایمان کامل کے مرتبہ پر فائز ہے ـــ جو اللہ کا کامل ولی ہے ـــ کہ سرکارِ دو جہاں نے قسم اٹھا کر ولی کی عظمت و حرمت کو کعبہ کی عظمت و حرمت پر فضیلت دی ہے۔

اگر کعبہ شریف کی زیارت سے انسان گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے ـــ وہ کامل ولی جس کی عزت و آبرو کعبہ سے بھی زیادہ ہے ـــ اس کی زیارت کرنے سے کون سا گناہ ہے جو باقی رہ جاتا ہے ـــ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولی کی زیارت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

آیئے ! ـــ ذرا آگے دیکھتے ہیں کہ کس کی زیارت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

حدیث نمبر ۷ : سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ الْوَالِدِ عِبَادَةٌ	باپ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔
وَالنَّظَرُ اِلَی الْکَعْبَةِ الْمُکَرَّمَةِ عِبَادَةٌ۔	اور کعبہ مکرمہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔
وَالنَّظَرُ فِی الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ	اور قرآن مجید میں دیکھنا عبادت ہے
وَالنَّظَرُ فِی وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ۔	اور عالم "دین" کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

کیوں جناب ؟ ـــ دیکھا آپ نے ـــ والد کے چہرے کو دیکھنا ـــ کعبہ شریف کی طرف دیکھنا ـــ قرآن مجید میں دیکھنا یعنی غور و فکر کرنا ـــ تدبر

کرنا — اور عالمِ دین کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے — اور یہ فرمانِ رسولؐ ہے، انکار کی گنجائش نہیں۔

حضرات! — ایک بات بتاؤں آپ کو؟ — یہ سب ٹھیک ہے — سب ماننے کے لئے تیار ہیں — لیکن اس بات کا خیال رہے کہ اگر آپ کی زبان سے یہ حدیثِ مبارکہ نکل گئی۔

اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ[1] کہ علیؑ کے چہرے کیطرف دیکھنا عبادت ہے، تو آپ کی شامت آجائے گی — دوسری دنیا کے مولوی حضرات آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے میدانِ کارزار میں اُتر آئیں گے — اور آپ پر شیعہ ہونے کا فوراً فتویٰ صادر فرمائیں گے — آپ یہ حدیث پڑھ کے دیکھ لیں — نفاق کی پوری صورت آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوگی۔

آج کی تقریر انہی الفاظ پر ختم کرتے ہوئے آپ سے اجازت چاہوں گا — اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن۔

---

[1] : تفسیر روح البیان ج اول ص ۲۰۳ ۔

مدینۂ منورہ
اور
گنبدِ خضریٰ

مدینہ سب زمیں کا آسماں ہے	مدینہ، مرکزِ آرامِ جاں ہے
جہاں جھکتے ہیں سر اہلِ جہاں کے	مری سرکار کا وہ آستاں ہے
مدینے پاک کے ذرّے ہیں ایسے	بچھی جیسے زمیں پر کہکشاں ہے
خموشی سے بہے جاتے ہیں آنسو	عجب دیکھا مدینے کا سماں ہے

خضر

حضرات! ہمارا اہلِ سنت و جماعت کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ ـــــ ذکرِ خدا کے بعد ـــــ ذکرِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کرتے ہیں ـــــ گزشتہ صفحات میں عظمتِ کعبہ از روئے قرآن و حدیث بیان کی گئی ہے ـــــ تو محبتِ رسول کا تقاضا یہ ہے کہ اب مدینہ منورہ اور گنبدِ خضریٰ کے عنوان سے آیات و احادیث بیان کی جائیں ـــــ تاکہ ان لوگوں کے لیے منارہ نور ثابت ہو ـــــ جو لوگ حجِ بیت اللہ کے بعد روضہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ حاضری نہیں دیتے ـــــ اور اپنے عقیدے کے مطابق اس کو شرک تصور کرتے ہیں ـــــ انہیں دعوتِ فکر دی جاتی ہے کہ تعصب و ہٹ دھرمی سے پاک ہو کر آنے والے دلائل پہ جذبہ صادق کے ساتھ غور کریں۔ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات۔

قرآن کا ارشاد: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

(پارہ ۵ سورۃ نساء آیت نمبر ۶۴)

ترجمہ: اور یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر تو حاضر ہوتے آپ کے پاس، اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے، نیز مغفرت طلب کرتے ان کے لئے رسول (خدا) بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت مہربان۔

امام خازن لکھتے ہیں

علامہ امام خازن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء تفسیر میں اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں۔

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ — "کہ مغفرت طلب کرتے ان کے لئے رسول (بھی)" — فرمایا ہے —

وَاسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ — "کہ آپ ان کے لئے مغفرت طلب کریں" — نہیں فرمایا —

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں کہ — یہ انداز بیان —

اِجْلَالًا لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفْخِيْمًا لَّهٗ وَتَعْظِيْمًا لِّاِسْتِغْفَارِهٖ ۔ — (یہ انداز) اللہ کے رسول کی شان و شوکت عظمت و بزرگی اور آپ کے استغفار کی قدر و منزلت کیلئے ہے۔

کہ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو گویا

وہ ایسی ہستی کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے ساتھ خاص فرمایا ہے ــــ فرماتے ہیں ــــ

وَجَعَلَهٗ سَفِيرًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ خَلْقِهٖ	یعنی اسے اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان سفیر بنایا۔
وَمَنْ كَانَ كَذَالِكَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَرُدُّ شَفَاعَتَهٗ لہ	وہ ہستی جس کی شان یہ ہو اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت رد نہیں فرماتا۔

علامہ خازن کی تفسیر سے یہ امر روزِ روشن کیطرح واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ــــ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان وشوکت ــــ بزرگی وعظمت ــــ قدر ومنزلت ــــ اجلال وتمکنت ــــ کے لئے ہے تاکہ مخلوق کو پتہ چل جائے ــــ کہ میرا حبیب ایسی شان کا مالک ہے ــــ جس کی بارگاہ میں حاضری ــــ بارگاہِ خداوندی ہی کی حاضری ہے ــــ اور یہ وہ صاحبِ اجلال رسول ہے ــــ اور حبیبِ لبیب ہے جس کی شفاعت رد نہ کی جائے گی۔

کہتے ہیں اپنی مثل جو آقا کو وہ شریر
دیکھیں گے شانِ روزِ قیامت رسولؐ کی

امام آلوسیؒ لکھتے ہیں : سیدالمفسرین حضرت علامہ امام سید محمود آلوسی

لہ : تفسیر خازن ج اول ص ۲۹۹ ؎

بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں جآءُوکَ کے تحت لکھتے ہیں۔

عَلٰی اِثْرِ ظُلْمِهِمْ بِلَا رَيْبٍ مُتَوَسِّلِيْنَ بِكَ تَائِبِيْنَ عَنْ جِنَايَتِهِمْ [1]

(یعنی اپنے آپ پر) ظلم کرنے کے فوراً بعد آپ کو وسیلہ بنا کر اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے آپکی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

مولانا امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت نفس الامری کو نہایت نفیس پیرایہ —— اور عقیدت آگیں انداز میں یوں بیان فرمایا ہے —— فرماتے ہیں ——

مجرم بُلائے جاتے ہیں جآءُوکَ ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

اے مسلمانانِ عالی مرتبت! —— توجہ فرمائیں سنیں اور غور فرمائیں —— کہ اس آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہو گئی —— کہ یہاں ظلم و ظالم —— اور زمان و مکان کی کوئی قید نہیں —— ہر قسم کا مجرم، ہر زمانے میں —— تائب ہو کر عجز و انکساری کے ساتھ —— سر نیاز جھکا کر بارگاہِ محمدیت میں بخشش و کرم کا طلبگار ہو —— تو ربّ کریم کا وعدہ ہے —— کہ اُسے مایوس نہیں کیا جائیگا —— صرف شرط یہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی معافی —— اپنے پیارے رسولؐ کے وسیلہ سے مانگے —— اور یہ سلسلہ آقائے دو جہاں کی ظاہری زندگی تک محدود نہ تھا بلکہ تا اَبد ہے، اور رہے گا ——

● مانگنے والے ذرا اپنے دامن کو پھیلا کر دیکھ تو سہی —— مدینے کا تاجدار

---

[1] : تفسیر روح المعانی ج ۵ ص ۷۰ ؎

تجھے کس طرح نوازتا ہے — مانگ — لیکن سلیقے سے مانگ ! —

کروڑوں مانگنے والے ہیں بے شک
سخی ہر اک پہ یکساں مہرباں ہے

مزارِ رسولؐ پر ایک اعرابی : مفسرین کرام نے اسی آیتِ مبارکہ کے ضمن میں ایک روایت بیان کی ہے — جو سیدنا مولا علی کرّم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے — مولا علیؓ فرماتے ہیں —

کہ حضور سرورِ کون و مکان — سلطانِ گیتی آرا — شاہِ عالم افروز صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال کے تین روز بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا — اور (فرطِ رنج وغم سے) حضورؐ کے مزارِ پُرانوار پر گر پڑا — اور خاکِ پاک کو اپنے سر میں ڈالا — اور عرض کرنے لگا — اے اللہ کے رسولؐ ! جو آپ نے فرمایا وہ ہم نے سُنا — اور جو آپ نے اپنے رب سے سیکھا اور اُسی (قرآنِ مجید) میں یہ آیت بھی ہے۔

— وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (الآیۃ) —

(یارسول اللہ!) میں نے اپنی جان پر بڑے بڑے ظلم کئے ہیں — اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہُوا ہوں — اے سراپائے شفقت و رحمت میری مغفرت کے لئے دُعا فرمایئے۔

فَنُوْدِیَ مِنَ الْقَبْرِ اِنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ ۔ تو قبرِ انور سے آواز آئی کہ تجھے بخش دیا گیا ہے۔

● حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں — کہ قبرِ (رسولؐ) پر حاجت

کے لئے جانا بھی ـــ جاءوُکَ ـــ میں داخل ہے ـــ اور خیرُ القروُن کا معمول ہے ـــ "اور یہ بھی کہ" ـــ بعد از وفات مقبولانِ حق مدد فرماتے ہیں ـــ اور اُن کی دُعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

حضراتِ گرامی ! ـــ آپ یہ امید نہ رکھیں کہ ان دلائل کی روشنی سے منکرین کا ایمان روشن ہو جائے گا ـــ ہرگز نہیں ـــ کیونکہ منکرین شانِ رسالت تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دُور رکھتا ہے۔

یہ دلائل فقط اہلِ ایمان کے لئے ہی باعثِ طمانیت و استقامت ہو سکتے ہیں ـــ یہ ہم ہی ہیں ـــ جو یہ نغمہ آلاپتے رہتے ہیں۔

کرتی پھرے گی روزِ جزا بالیقیں تلاش
ہر اک گنہگار کو رحمت رسولؐ ـــ کی

دُوسرا واقعہ : قاضیٔ مکہ ـــ شیخ العلماء حضرت علامہ قاضی سیّد احمد بن زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الدُّرَرُ السَّنِیہ" میں ـــ کتاب "جَوَاہِرُ المنظم" کے حوالے سے رقمطراز ہیں ـــ کہ ایک اعرابی سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزارِ پُرانوار پر حاضر ہوا ـــ اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی ـــ اور مزارِ اقدس کیطرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَبِیْبُكَ	اے اللہ بیشک یہ تیرا حبیب ہے
وَاَنَا عَبْدُكَ	اور میں تیرا بندہ ہوں۔
وَالشَّیْطَانُ عَدُوُّكَ	اور شیطان تیرا دشمن ہے۔
فَاِنْ غَفَرْتَ لِیْ سَرَّ	اور تو مجھے معاف کر دے تو تیرا

حَبِیْبُکَ — حبیب خوش ہوگا۔

وَفَازَ عَبْدُکَ — اور تیرا بندہ کامیاب ہوگا۔

اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو تیرا حبیب خوش نہ ہوگا — اور تیرا دشمن (شیطان) خوش ہوگا — اور تیرا بندہ ہلاک ہوگا۔

اے میرے رب تیری شانِ رحمت کب یہ گوارا کرے گی — کہ تو اپنے حبیب کو مضطرب کرے — اور اپنے دشمن کو خوش کرے — اور اپنے بندے کو ہلاک کرے۔

اے میرے رب! جب عربی لوگوں میں سے کوئی سردار فوت ہو جاتا ہے تو وہ اس کی قبر پر غلام آزاد کرتے ہیں۔

وَاِنَّ ھٰذَا سَیِّدُ الْعٰلَمِیْنَ — بے شک یہ تمام جہانوں کے سردار کی قبرِ انور ہے۔

اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

فَاَعْتِقْنِیْ عَلٰی قَبْرِہٖ — تو مجھے اس (قبر) پر (ہر قسم کے عذاب سے) آزاد فرما دے۔

اس اعرابی کی درد میں ڈوبی ہوئی فریاد و فغاں سُن کر حاضرینِ درگاہِ رسول نے کہا — اے بھائی۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَکَ بِحُسْنِ ھٰذَا السُّوَالِ [1] — بیشک اللہ تعالیٰ نے تجھے اس حُسنِ سوال کی وجہ سے بخش دیا۔

---

[1]: الدُّرَرُ السَّنِیَّہ ص ۲۳ مطبوعہ مصر۔

برادران اسلام! — ان دونوں واقعات سے یہ امر بالکل واضح ہو گیا ہے کہ جو لوگ دولتِ ایمان و یقین سے مالا مال ہیں ان کا پختہ عقیدہ تھا — اور ہے — کہ سرورِ عالم علیہ السلام کے درگاہ سے ہر دکھ کی دوا — ہر درد کا درماں — اور ہر قسم کی نعمتیں ملتی ہیں۔

فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

لا وربّ العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اور دوسرے مقام پر فرمایا۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلمدان گیا

روضۂ رسول کی زیارت

: امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی نے — "شواہد الحق" میں — اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے "جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب" میں — اس حدیث کو نقل فرمایا ہے — لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ [۱] — جو شخص میری قبر شریف کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے

ایک دوسری روایت میں ہے۔

---

[۱] : شواہد الحق ص ۷۷ جذب القلوب مترجم ۲۰۵ ؎

ایضاً: حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ [1]

جس نے میری قبر شریف کی زیارت کی اس کے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

امام نبہانیؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو آئمہ حدیث کی ایک پوری جماعت نے صحیح قرار دیا ہے۔

جو مدینہ میں حاضر ہوا: سرکارؐ کا فرمان عالی شان ہے۔

مَنْ زَارَنِیْ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّشَہِیْدًا [2]

(رواہ دارقطنی)

جس شخص نے مدینہ منورہ میں حاضر ہوکر میری (قبر) کی زیارت کی میں اس کے لئے "قیامت کے دن شفیع ہونگا" اور اس عمل خیر پر" گواہ ہوں گا۔

ان تینوں احادیث میں حضور علیہ السلام نے اپنے اُمتیوں کو —— اپنے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے کا حکم فرمایا ہے —— کافی تعداد میں لوگ ایسے بھی ہیں جو روضۂ رسولؐ کی حاضری کو بدعت تصوّر کرتے ہیں —— وہ لوگ ان احادیث پر غور فرمائیں کہ مدینہ منوّرہ میں روضۂ رسولؐ کی حاضری کس قدر نفع بخش ہے۔

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار

---

[1] : ایضاً [2] : شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق ۸ے مطبوعہ مصر

پُر انوار کی زیارت کرنے والوں کے لئے خصوصی شفاعت کی بشارت ہے کیونکہ جہاں تک حضور کی شفاعت کا تعلق ہے وہ تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے — اور اس عظیم نعمت سے ہر مسلمان کو نوازا جائے گا۔

جو مدینے میں فوت ہُوا :

سرکار کا ارشادِ گرامی ہے —

وَمَنْ مَاتَ بِاَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْاٰمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [1]

جو شخص مکّہ یا مدینہ میں فوت ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو ان لوگوں میں اٹھائے گا جو عذابِ دوزخ سے امن میں ہونگے قیامت کے دن۔

مذکورہ حدیث شریف ابوداؤد طیالسی نے روایت کی ہے۔

جس نے مدینہ منوّرہ میں سکونت اختیار کی :

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ زَارَنِىْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِىْ جِوَارِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَكَنَ الْمَدِيْنَةَ وَصَبَرَ عَلٰى بَلَائِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا وَشَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ [2]

جس شخص نے عملی طور پر قصداً میرے (روضہ) کی زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا، اور جس شخص نے مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار کی اور اس میں پیش آنے والی سختیوں اور شدّتوں پر صبر کیا تو قیامت کے دن اس کے لئے گواہ اور شفیع ہوں گا۔

٭ ٭ ٭

---

[1] : ایضاً۔ [2] : شواہد الحق ص ۷۸ ۞

حضرات گرامی ! ـــــ ذرا غور فرمائیں کہ مسلمانوں کے لئے کس قدر ضروری ہے کہ وہ روضۂ رسول کریم پر حاضری دیں اور وہاں سرکار کے مزار کی زیارت کر کے خود کو سرکار کی شفاعت کے امیدواروں میں اپنا نام درج کرائیں۔

غبارِ مدینہ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ	مدینہ منورہ کی دھول کوڑھ کے لئے شفاء ہے۔
غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ یُبْرِئُ مِنَ الْجُذَامِ	مدینہ شریف کی دھول کوڑھ کو دور کر دیتی ہے۔
غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ یُطْفِئُ الْجُذَامَ[۱]	مدینہ طیبہ کا غبار کوڑھ کو جلا دیتا ہے۔

برادرانِ اسلام ! ـــــ مذکورہ تینوں حدیثیں ـــــ بتا رہی ہیں کہ مدینہ منورہ کی گلیوں کا غبار کوڑھ کے لئے شفا ہے ـــــ کوڑھ ! اس دور میں بھی لاعلاج مرض ہے ـــــ حالانکہ یہ دور ! جس میں میڈیکل سائنس اپنے پورے جوبن پر ہے ـــــ پھر بھی آج تک کوڑھ کا علاج دریافت نہ ہو سکا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی طبیبوں نے کوڑھ کے علاج سے معذوری کا اظہار کیا ـــــ تو اُس وقت اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے اعلان کیا کہ میں اللہ کے اذن سے کوڑھ کا (بذریعہ دم) علاج کر سکتا ہوں۔

لیکن میرے اور آپ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

---

[۱] : الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۹۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔

ارشاد فرمایا — کہ مدینہ شریف کی گلیوں کی دھول کوڑھی کے لئے شفا ہے — اور یہ اعلان قیامت تک ہے

مدینہ ! — جس کا قدیم نام یثرب تھا جس میں وبائیں پھوٹتی تھیں — حضورؐ کے قُدُومِ مَیْمَنَت لُزُوم سے دارالشفاء بن گیا — مدینہ منورہ — وہ شہرِ رسول ہے جہاں مریضانِ عصیاں کا بہترین علاج موجود ہے —

مسلمانو! — مدینہ — مدینہ ہے —

ہے ساری زمیں کا نگینہ مدینہ
ہے سب کی زباں پر مدینہ مدینہ
کرم کا سمندر مدینے میں دیکھا
غرض رحمتوں کا خزینہ، مدینہ

ہوگا[1]

جہاں میں جب بھی قیامت کا دن بپا ہوگا
میری زبان پہ نغمۂ مصطفےٰ ہوگا

بروزِ حشر ہمارے لیے خُدا کی قسم
فقط وسیلۂ احمد کا آسرا ہوگا

سب اہلِ حق جبینیں رہیں گی تابندہ
سب اہلِ کُفر کے دل کا دیا بُجھا ہوگا

لحد کو روشنی دینے حضورؐ آئیں گے
اندھیری قبر میں جب اُمتی پڑا ہوگا

چلے گئے ہیں فرشتے حساب، مانگے بغیر
خضرؔ سے نعت کا اِک شعر سُن لیا ہوگا

---

[1] یہ نظم طرحی ہے، طرح مصرعہ "وہ ایک بات میں ہر بات کہہ گیا ہوگا" سالِ نو آمد پر گرلز کالج منڈی بہاؤالدین میں ہونے والے مشاعرہ میں پڑھی گئی ــــــ فاروقی